مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علی حبیبک خیرِ الخلق کلّھم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحؒ کے مریدین اور عام مُسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے ۔(آمین)

اہلِ حق وہی ہیں جو قرآن پر قائم ہوں اور اہلِ بیت سے محبت رکھتے ہوں
شیعہ اہلِ بیت سے محبّت کے دعویدار ہیں مگر قرآن کے منکر ہیں
مولانا لکھنویؒ کا ساری دنیا کے شیعوں کو چیلنج اور ان کا فرار

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۴۳ ، سائیڈ اے ، ۸۔۴۔۸۴ ۔ ۲۷

الحمد للہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمّد وّ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد !

عن جابر رضؓ قال رایت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا النّاس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی رواہ الترمذی

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی

ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف غلفونی فیھا۔ رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص۵۶۹

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کے سال دیکھا کہ آپ اپنی اُونٹنی پر سوار ہیں خطبہ دے رہے ہیں تو مَیں نے یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ اے لوگو! انی ترکت فیکم میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اگر تم یہ دونوں محفوظ رکھو گے ان کو لوگے لن تضلوا تو تم راستے سے نہیں بھٹکو گے۔ وہ دو چیزیں یہ ہیں کتاب اللہ اور عترتی۔ عترت گھر والوں کو بھی کہتے ہیں رشتہ داروں کو بھی کہتے ہیں کئی معنٰی میں آتا ہے آپ نے خود ہی اس کی تشریح فرمائی کہ اھل بیتی میرے گھر والے حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ مَیں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ما اِنْ تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی میرے بعد تم راستے سے نہیں ہٹو گے اگر تم نے اُس چیز کو پکڑے رکھا احدھما اعظم من الاخر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وہ کتاب اللہ ہے جو رسی ہے آسمان سے زمین تک آئی ہُوئی ہے ضروری ہے کہ اس پر قائم رہو وعترتی اھل بیتی اور میری عترت یعنی میرے گھر والے وَلَنْ یتفرقا یہ دونوں ساتھ ساتھ رہیں گے حتّٰی یردا علی الحوض حتّٰی کہ یہ دونوں میرے پاس حوض پر آئیں گے فانظروا کیف تخلُفُونی فیھما تو تم دیکھ لو کہ تم میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرو گے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک پر زور دیا اور اپنی عترت پر بھی زور دیا۔[1]

اہلِ بیت سے وابستگی کا مطلب

اب عترت کا مطلب یا تو یہ ہے کہ ان سے جو مسائل ثابت ہیں اُن پر قائم رہے یا یہ مطلب ہے کہ ان سے محبت پر قائم رہے اب ہُوا ایسے ہے کہ جو لوگ اُن سے محبت کا دعوٰی کرتے ہیں وہ سیج مچ قرآن پاک سے ہٹ گئے ہیں۔ شیعہ حضرات میں اب خمینی صاحب نے یہ کہا ہے کہ قرآن یہی قرآن ہے اور اگر کوئی اس پہ یقین نہیں رکھتا اس کو قرآن نہیں مانتا تو وہ ملعون ہے اُس پر لعنت ہے۔[2]

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۹　[2] اگرچہ اُن کا یہ کہنا سیاسی مصلحت اور تقیہ پر مبنی تھا۔ مرتب

قرآن کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ

باقی ان سے پہلے برس ہا برس اور شروع دَور سے جب سے ان کا عروج ہُوا ہے اُس وقت سے اَب تک اُن کے اعتقادات طرح طرح کے ہیں۔ قرآنِ پاک کے بارے میں اُن کا یہ عقیدہ ہی نہیں ہے کہ یہ سچ ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآنِ پاک وہ نہیں ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوا۔ ان میں سے کوئی فرقہ یہ کہتا ہے کہ یہ سب بدل گیا اس میں کوئی حرف بھی نہیں ہے اُس کا (اصل قرآن کا)

شیعہ اماموں کو مانتے مگر اُن کی تفسیر کو نہیں مانتے

یہ اماموں کو مانتے ہیں۔ اماموں میں حسن عسکریؒ ہیں اُن کو بھی مانتے ہیں اُنھوں نے جو تفسیر کی ہے وہ اسی قرآن کی کی ہے جو ہم پڑھتے ہیں تو امام کو مانتے ہیں اور جس قرآن کی تفسیر اُنھوں نے کی ہے اُس کو نہیں مانتے۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ اہل اہوا ہُوئے اپنی خواہش پر چلنے والے لوگ ہُوئے جو دل میں آیا جو مناسب لگا جو جی چاہا کسی نہ کسی طرح اس کی تدبیر نکال لی اور اس پر چلتے رہے تو یہ چیز بہت ہی غلط تھی جو اُن میں چلی آرہی تھی۔

حضرت لکھنویؒ اور اُن پر گرفت

اور اس پر پھر گرفت کی ہے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحؒ نے انھوں نے باقاعدگی سے ان کے ساتھ مقابلہ، مناظرہ اور پھر اُن کے مقابلے میں جماعت تشکیل دینی جو مناظرے کرتی رہے۔ بحثیں کرتی رہے۔ وہ مدارس میں جاتے تھے اور وہاں فرمایا کرتے تھے کہ جو طالب علم فارغ ہوں وہ میرے پاس چند مہینے ضرور لگائیں۔ اس طرح سے دارالعلوم دیوبند میں بھی آتے تھے اور جگہوں پر بھی تشریف لے جاتے تھے اور طلبہ ان کے پاس جاتے تھے تو اُنھوں نے ایک ایسی جماعت تیار کی جو ان کے مسائل سے واقف ہو اور ان کی طرف سے کوئی بات پیش آئے اشکال کی تو اُس کا وہ جواب دے سکیں۔ یہاں بھی تحفظِ اہلِ سُنّت جو قائم ہُوئی ہے وہ بھی اُن کے شاگردوں کا فیض ہے تو ان حضرات نے پھر یہاں پاکستان میں کام کیا اور وہاں جتنی ضرورت ہے وہ اُن کے شاگرد جو موجود ہیں وہ کرتے رہتے ہیں تو باقاعدگی سے ایسی جماعت وہاں بنانے کی ضرورت نہیں محسوس ہُوئی۔

حضرت لکھنویؒ کا شیعوں کو چیلنج اور ان کی طرف سے فرار

اُنھوں نے ایک رسالہ نکالا اس کا نام "النجم" تھا وہ عرصہ تک چلتا رہا اُنھوں نے اس میں ایک بات کہی کہ میرا سوال تمام دُنیا کے شیعوں سے یہ ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ یہ قرآنِ پاک جو تم پڑھتے ہو ہم پڑھتے ہیں اس پر تمہارا ایمان ہے کہ یہی وہ قرآن پاک ہے یا ایمان نہیں۔ اگر تمہارا یہ ایمان ہے اس پہ

تو اس کا اعلان کر دو اور اگر تم نے اعلان کر دیا تو میں شیعہ ہو جاؤں گا۔ شیعوں کا مدّ مقابل شخص لکھنؤ میں جو اُن کا بہت بڑا مرکز ہے یہ اعلان کرتا ہے اور وہ بار ہا مہینوں اعلان کرتے رہے کتنی بڑی بات ہے ؟ اس کے بعد اُن کی ایک کانفرنس ہُوئی امروہہ میں وہاں وہ گئے وہاں اُنھوں نے اشتہار لگوائے تو کانفرنس جتنے دنوں کی تھی تین دن یا چار دن کی، اس کانفرنس میں کسی نے اس سوال کا جواب نہیں دیا اور فضا شہر کی (شیعوں کے) خلاف ہو گئی تو اُنھوں نے کانفرنس ایک دن پہلے ختم کر دی اور آگئے اس سوال کا جواب ان کے پاس نہیں تھا کہ تمہارا ایمان اس قرآن پر ہے یا نہیں۔ نہیں کہہ نہیں سکتے تھے اور ہاں بھی نہیں کہہ سکتے تھے۔ پھر انھوں نے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا ہے۔ "تنبیہ الحائرین" وہ ناپید تھی بہت عرصہ سے کم تھی اَب وہ چھاپ بھی دی ہے کسی نے چیچہ وطنی سے اُس کتاب میں ہے ہی یہ مضمون تو ان لوگوں کا شروع سے اَب تک یہ عقیدہ رہا ہے کہ یہ قرآن وہ نہیں ہے اور قرآنِ پاک اسلام کا بہت بڑا اور عجیب معجزہ ہے کہ اس میں ردّ و بدل ممکن ہی نہیں اور یہ حال شروع سے چلا آرہا ہے یہ جو مدعیانِ نبوّت ہُوئے ہیں اُن میں سب سے زیادہ نقصان مسیلمہ کذاب نے پہنچایا ہے کیونکہ بہت بڑی تعداد وہاں صحابہ کرام کی شہید ہو گئی تقریباً سات سو آدمی شہید ہُوئے ہیں اور اُن میں قرآء جو تھے وہ تقریباً ستّر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شروع دَور میں یمامہ میں یہ معرکہ ہُوا ہے تو اُنھوں نے (حضرت عمر رضؓ نے) یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ قرآنِ پاک کو لکھ لیا جائے تو یہ بہتر ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ حافظ جو ہیں وہ نہ رہیں اگر حافظ نہ رہے تو پھر کیسے ہو گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے یہ بات کی حضرت عمر رضؓ نے۔ ابوبکر صدیقؓ نے نہ مانی کچھ دیر پھر مان لی پھر حضرت زید ابن ثابت انصاری رضؓ کو جو قاری تھے کاتبِ وحی تھے بُلایا بُلا کر اُن سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ قرآنِ پاک کو یکجا لکھ دیں وہ کہتے ہیں کہ اُنھوں نے (میرے بارے میں) تعریفی کلمات کہے لا نتھمک کوئی الزام آپ پر نہیں ہے کسی قسم کا کبھی اعتراض کسی قسم کا نہیں رہا اور انت تکتب الوحی آپ وحی بھی لکھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس واسطے آپ یہ کام کریں اُنھوں نے فرمایا کہ مَیں کہتا تھا کہ یہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود نہیں کیا تو ہم کیسے کریں یہی بات حضرت عمر رضؓ سے حضرت ابوبکر رضؓ نے کہی تھی کہ جو کام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا وہ ہم کیسے کریں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا ھو واللّٰہ خیر اس میں بہتری ہے وہ (یعنی حضرت عمر رضؓ) یہی کہتے رہے حتّٰی کہ (حضرت ابوبکر رضؓ نے) بات مان لی اور پھر اُس کے بعد حضرت زید ابن ثابت انصاری رضؓ

سے بھی اس طرح سے بات ہُوئی اور اُنھوں نے بھی یہ بات مان لی۔ معلوم یہ ہُوا کہ ذہن اُن لوگوں کا جو تھا کہ جو کام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا اُس میں کمی زیادتی کچھ نہ ہو حالانکہ از راہِ احتیاط بالکل ٹھیک تھی یہ بات مگر وہ دیکھتے تھے کہ کی ہے یا نہیں کی، کی ہے تو ٹھیک ہے۔ نہیں کی تو پھر ذہن میں نہیں آرہا تھا قبول نہیں کر رہے تھے خیر اُنھوں نے یہ کیا کہ لوگوں کے پاس جو لکھا ہُوا ملا وہ جمع کیا اور دو جگہ کی آیتیں ایسی تھیں وہ لکھی ہُوئی کسی کے پاس نہیں ملیں تلاش کرنے پر ایک صحابی تھے جن کی گواہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو کی گواہی کے برابر بتائی حضرت خذیمہؓ تو ان کے پاس وہ دو آیتیں ملیں تو حضرت خذیمہؓ سے لے کر جہاں وہ آیتیں اُن کو یاد تھیں وہاں بڑھا دیں یہ نہیں ہے کہ بالکل یاد نہیں تھیں یا کسی اور کو یاد نہیں تھیں یاد تو تھیں البتہ لیکر ثبوت کے لیے جمع کر لیں۔ جو چیز بلاسّر آتی تھی لکھنے کے قابل اُس پر لکھ لیتے تھے ہڈیوں پر بھی لکھ لیتے تھے اور چپٹی ہڈیاں جو ہوتی تھیں ان۔۔۔ تختیوں پر بھی لکھ لیتے تھے، چمڑے پر بھی لکھ لیتے تھے اور کسی کے یاد ــــــ اُنھوں نے جو جمع کیا اس میں یہ التزام کیا کہ وہ لکھی ہُوئی مل ہی جائیں تو جب سب لکھا ہُوا مل گیا تو وہ رکھ لیا۔

قرآن کی نشرواشاعت کی ضرورت نہیں پڑی

لیکن اس کی نشرواشاعت کی ضرورت نہیں پڑی۔ اللہ کا وعدہ بالکل سچ تھا نحن نزلنا الذکر ہم نے ہی اُتارا ہے وانا لہ لحفظون، ہم ہی اس کو یقیناً محفوظ رکھیں گے اس کی حفاظت کریں گے تو پھر قرآنِ پاک محفوظ رہا (باقاعدہ نشرواشاعت کی) ضرورت ہی نہ پڑی حتّٰی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی ہو گئی تو وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوا دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا سارا گزر گیا، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا دَور آیا تو پھر ایسے علاقے زیرِ نگیں آئے کہ جن علاقوں کی زبان عربی نہیں تھی وہاں اُن کو جو اختلافِ قرآت تھا وہ عجیب لگا تو حضرت حُذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ جو آذربائیجان وغیرہ کی طرف لڑائیوں میں رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس کا علاج کیجیے تدبیر[۲] کیجیے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (کوئی پندرہ سولہ سال بعد سمجھئے) وہ نکلوائے اور اُنھوں نے نکلوا کر اس کی نقول کرائی ایک بورڈ بنا دیا اُس بورڈ میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور لوگ بھی

---

[۱] بخاری شریف ج ۲ ص ۷۴۵ [۲] بخاری ص ۷۴۶

تھے اور یہ کہا کہ جب کہیں اختلاف ہو تمہارا اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کا قرأتوں میں تو لغتِ قریش پر لکھنا کیونکہ قرآن کا نزول قریش پر ہوا تھا تو جتنی قرأتیں تھیں عشرہ اور قرأۃ سبعہ یہ سب محفوظ چلی آرہی ہیں یہ بھی متواترہ ہیں۔

متواتر کا مطلب اور مثال سے وضاحت

متواترہ کا مطلب یہ ہے کہ اِن میں جھوٹ کا احتمال نہیں۔ اُتنی جگہوں پر اور اتنے علاقوں میں ہے کہ ممکن ہی نہیں کہ اس میں جُھوٹ ہو یا غلطی ہو اَب عید کے دن کی قربانی ہے ہر علاقے میں جہاں آپ جائیں گے وہاں یہ ملے گی تو اس کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی کی غلط فہمی سے یہ بات چل پڑی ہو یہ ممکن نہیں۔ یہ ختنے کرانے جہاں جہاں مُسلمان پہنچے ہیں، جاپان میں بھی پہنچے ہیں افریقہ میں پہنچے ہیں دُنیا کے آخری سروں پر شمال ہو یا جنوب ہو مشرق ہو یا مغرب ہو جہاں بھی پہنچے ہیں وہاں یہ ختنہ بھی کیا جاتا ہے۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ غلط فہمی ہوگئی ہوگی اسی طریقہ پر قرآن پاک بھی ہے اور یہ قرآتیں بھی ہیں کہ یہ بھی سب جگہ پہنچی ہوئی ہیں پہلے ہی سے شروع دن سے تو اُنھوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ تم ایسے کرنا کہ لُغتِ قریش پر لکھ دینا یعنی ایک چیز کو دو طرح پڑھا جا سکتا ہے تم اس طرح کرنا جس طرح لُغتِ قریش[1] ہے کیونکہ قرآنِ پاک کا نزول اوّل درجہ میں جو ہے وہ اُس طرح ہے (یعنی لغت قریش کے مطابق ہے) وہ لکھ دیے نسخے پھر وہ کئی نسخے تیّار ہُوئے اور وہ بھیج دیے گئے باقی نسخوں کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ ان کو چاک کر دیا جائے خرقها یا حرقها ان کو چاک کروا دیا جلوا دیا۔ پھر سب کو ان علاقوں میں جہاں کی زبان عربی نہیں تھی بھجوا دیا اور آج تک وہ ہی محفوظ چلے آرہے ہیں۔

حفاظ کی سند نہیں ہے اور اس کی وجہ

اور حفظ کا جو معاملہ ہے تو حفظ تو اتنے لوگوں کو رہا ہے کہ اُس کا حساب ہی نہیں کیا جا سکتا، گنتی ہی نہیں کی جاسکتی اُس کی سند بھی نہیں ہے استاد اُس کے اُوپر استاد ایک دو تک جانتا ہے آدمی اور اُس کے آگے کیا ہُوا وہ نہیں جانتا قرأت کی سند ہے حدیث کی سند ہے لیکن قرآنِ پاک کے حفظ کی سند ہی نہیں کیونکہ اتنی کثیر تعداد میں حفاظ ہیں اور استاد ہیں کہ اُن کو شمار نہیں کیا جاسکتا اور سند بنانی ممکن نہیں ہے تو جناب رسول اللہ

---

[1] بخاری ص ۴۹۷ ج ۱، ص ۷۴۵ ج ۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ کتاب اللہ نہ چھوڑنا اب کتاب اللہ بہت بڑی اصل ہوگئی اس کو تبدیل کرنے کا الزام لگانا اور اس کو راستے سے ہٹانا یہ گمراہی (گمراہ کرنے) کے لیے بڑا ضروری ہے۔

حضرت عثمانؓ کی احتیاط اور شیعوں کی جانب سے بہتان

تو انھوں (رافضیوں) نے لوگوں کو بہکانے کے لیے گمراہ کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا کہ اُنھوں نے قرآن پاک کو بدل دیا۔ حالانکہ بخاری شریف میں آتا ہے ایک مسئلہ وہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک عورت شوہر کی وفات کے بعد سال بھر رہے گی اس کے گھر میں یا چار مہینے دس دن کیا کرے۔ تو اس میں یہ ہے کہ (قرآنِ پاک میں) دو آیتیں دو جگہ آئیں اب حکم جو ہے وہ چار مہینے دس دن کا ہے سال بھر کا حکم نہیں ہے تو ان سے اس وقت کسی نے کہا کہ جناب آپ ایسے کیوں نہیں کرتے کہ ایک آیت قرآن میں رہنے دیں اور دوسری آیت نہ رہنے دیں دوسری کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ لا اغیر شیا میں کچھ بھی نہیں بدلتا[1] جو ہے وہ رہے گا۔ علماء نے اس (سال بھر والی آیت) کی تفسیر یہ کردی کہ اگر کوئی آدمی مناسب سمجھتا ہے گنجائش ہے اُس کے پاس ترکہ میں تو وہ سہولت دے جائے وہ وصیّت کر جائے کہ میری بیوی کو سال بھر یہاں سے نہ نکالنا اس گھر میں سے وہ رہے گی یہاں گویا استحباب کا درجہ ہے بہتر یہ ہے کہ اگر آثار ایسے دیکھ رہا ہے اپنے مرنے کے تو اپنے بعد سال بھر کے لیے یہاں آرام کا بندوبست کر جائے، لیکن اگر گنجائش نہیں ہے تو پھر وہ چار مہینے دس دن کی بات رہ جاتی ہے۔

مصحفِ عثمانی پر سب کا اتفاق ہے

ایک صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اُنھوں نے کہا کہ جناب آپ کے پاس جو مصحف ہے وہ مجھے دکھا دیجیے کہا کیا کروگے اُنھوں نے کہا میں اسی طرح اپنے قرآن کی ترتیب دے لُوں گا جیسے آپ کا ہے اُنھوں نے کہا نہیں۔ تم جو بھی روایت پڑھ لوگے جس طرح پڑھ لوگے وہ کافی ہے ٹھیک[2] ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا نسخہ تھا اُس میں آیتیں جو تھیں وہ ترتیبِ نزولی سے لکھی ہوئی تھیں یہ آیت اُتری پھر یہ اُتری پھر یہ اُتری، آیتیں یہی تھیں صرف ترتیب بدلی ہوئی تھی آگے پیچھے تو ان سے بھی لوگ مانگتے رہے لیکن

---

[1] بخاری ص ۶۵۰ ج ۲

[2] بخاری شریف ص ۷۴۶ ج ۲

اُنھوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی نہ کوئی چیز اس طرح کی انھوں نے دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سب صحابہ کرام یہی کہتے ہیں کہ یہی (حضرت عثمان کا جمع کردہ) قرآن پاک ہے، یہی آیات ہیں اور سچ ہے اور صحیح ہے ادھر حافظ اتنے کثیر تعداد میں اس وقت سے کہ جب خطرہ ہُوا تھا کہ کہیں قرآنِ پاک تلف نہ ہوجائے اُس وقت سے آج تک پُوری دُنیا میں لاتنے حفاظ چلے آرہے ہیں کہ کسی بھی قسم کا ردو بدل محال ہے کہیں و اور ف کا بھی فرق نہیں ہے۔ کسی بھی جگہ سے ریڈیو کھول کر یہ قرآن سامنے رکھ لیں جہاں تلاوت ہورہی ہوگی یہی ہوگا کوئی ردّ و بدل نہیں اتنی بڑی اور مضبوط چیز کو چھڑانے کے لیے مکاریاں کیں طرح طرح کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا کہ انھوں نے قرآنِ پاک کو بدل دیا اور وہ آیتیں جو اہلِ بیت کی فضیلت میں تھیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں تھیں وہ حذف ہی کردیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ اُنھوں نے تو کچھ بھی نہیں کیا بدلنے ہی نہیں دیا کسی کو بھی کہ جیسے ہے ویسے رہنے دو۔ اس کے علاوہ انھوں نے اور بہت سی فضول باتیں گھڑ رکھی ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور زوجہ مُطہرہ کے پاس جو نسخہ رکھ دیا گیا تھا تو ان کے یہاں بکری آگئی تھی اور اُس نے قرآنِ پاک کے اوراق کھالیے تو وہ ورقے (قرآن میں شامل ہونے سے) رہ ہی گئے۔ غرض اُنھوں نے اس بات پر پُورا زور لگایا کہ یہ جو ہے کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض کہ یہ جو رسی ہے آسمان سے زمین تک مسلسل بالکل صحیح حالت میں اس کو کسی طرح سے ختم کردیا جائے تو آپ اگر غور کریں گے کہ قرآنِ پاک بھی لیے ہُوئے ہو اور اہلِ بیت کے ساتھ بھی تعلق ہو تو پھر اہلِ سُنّت ہی میں ملے گا اور فقط اہلِ سُنّت کو لے کر اُن کے پیچھے چلنا اور پھر اُن میں سے بھی کچھ کو لینا اور کچھ کو چھوڑ دینا اور پھر دعوٰی کرنا محبّت کا یہ بات اہلِ باطل میں ملے گی۔

حدیث میں قرآن اور اہلِ بیت کو جمع کرنے کی ایک اور حکمت

تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ میرے گھر والوں سے فیض حاصل کرو فائدہ ہوگا لہٰذا اُنھیں نہ چھوڑنا۔ گھر والوں میں اولاد بھی داخل ہوتی ہے اولاد کے علاوہ ازواجِ مطہرات بھی داخل ہوتی ہیں تو اتنا بڑا ایک شعبہ جو عورتوں سے تعلق رکھتا ہے اس کی معلومات عورتوں ہی سے ہوئی ہے اور بہت سی چیزوں کی معلومات ازواجِ مطہرات ہی سے ہُوئی

ـــــــــ اوروں سے ہُوئی نہیں تو یہ اہلِ بیت جو ہیں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنھیں فرمایا کہ ھٰؤلاء اھل بیتی خُداوندا یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور ان سب کو سامنے رکھنا اور سب سے تمسک کرنا اخذ کرنا اور ساتھ ساتھ قرآنِ پاک کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، یہ بہت بڑی چیز ہے اور بلا شُبہ اس میں نجات ہے اور اللہ کا قُرب حاصل ہوتا ہے اور صحیح راستہ ملتا ہے۔ اہلِ بیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے داخل کیا ہے حالانکہ داماد اہلِ بیت میں ہُوا نہیں کرتے مگر آپ نے ایک چادر اوڑھی اور یہ فرمایا یہ میرے اہلِ بیت ہیں اس میں یہ سب تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما بھی تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو فرمایا خُداوند یہ میرے اہلِ بیت ہیں یعنی ان کے لیے ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت رکھے، متوجہ رہے اور ان سے راضی رہے اور اظہار کرنا ہُوا کہ وہ بھی اہلِ بیت میں ہیں۔ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تصوف کے جو طریقے ہمارے علاقوں میں رائج ہیں وہ چار ہیں اور بہت مقبول ہیں۔ چشتی ہے، نقشبندی ہے، قادری ہے سہروردی ہے۔ یہ چاروں کے چاروں طریقے بلا انقطاع کے متصلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتے ہیں اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے کہ باقاعدہ سند متصل ہو، اس نے اُس سے، اُس نے اُس سے، اس نے اُس سے اخذ کیا۔ ایسی سند اگر ہے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے ہے تو بہت بڑی چیز ہے، تو ظاہر ہوگیا کہ ظاہری شریعت تو قرآن پاک ہے اور اگر علومِ باطنیہ لیے جائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ اہلِ بیت ہوگئے گویا اس اعتبار سے اس اس حدیث کا معنٰی اپنی جگہ بالکل دُرست ہے اور ان پر صحیح طرح سے عمل اگر کیا جارہا ہے تو وہ خُدا کا شُکر ہے کہ اہلِ سُنّت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں ان حضرات کا ساتھ عطا فرمائے۔ (آمین)

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے